مسلمانوں کے لیے مشن

مسلمانوں تک رسائی کے لیے مشترکہ ابلاغی مہم

شمالی افریقہ میں عرب عوام کو تعلیمات مقدس سے روشناس کرنے کے لیے "شانہ بشانہ" کے عنوان سے ایک نیا عیسائی عرب پروگرام تیار کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے لیے عرب عالمی مشنریوں، تعلیمات مقدس کی مشنری یونین اور ٹرانس ورلڈ ریڈیو اپنے ادارتی، تکنیکی اور مالی وسائل مجتمع کر رہے ہیں۔ یہ طے کیا گیا ہے کہ ٹرانس ورلڈ ریڈیو اسٹیشن ماؤنٹ کارلو سے ایک نیا نشریہ شروع کیا جائے چھ دن شام کے وقت نصف گھنٹے کے دورانیے پر مشتمل اس پروگرام میں بائیبل کا تصوّر خدا، تخلیق، انسان اور نجات کے موضوعات کو ایسے طریقے سے پیش کیا جائے گا کہ عرب سامعین اسے بصد شوق قبول کر سکیں۔ اس پروگرام کا آغاز سامعین کے روزمرہ کے مسائل سے ہوگا۔ اس طرح عرب سامعین میں جو لاتعلقی پائی جاتی ہے اس کو ختم کر کے "یسوع مسیح کے لیے مثبت روّیے" کی جانب لے جانے کی طرف مُڑ جائے گا۔

ٹرانس ورلڈ ریڈیو، جو کئی عیسائی تنظیموں کا مشن ریڈیو ہے، مونٹ کارلو سے یورپ کے لیے گذشتہ 30 برسوں سے پروگرام نشر کر رہا ہے، اس کے اسٹیشن ہر ہفتے 80 سے زائد زبانوں میں ایک ہزار گھنٹے سے زیادہ عیسائی پروگرام دنیا بھر میں نشر کر رہے ہیں۔

(رپورٹ ایونجلزم ٹوڈے)

"خیمہ سازا سکیم" کو نئی صورت حال میں بہتر بنانے کی ضرورت

پلس کے ایڈیٹر جم ریپ سم کا تجزیہ ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

2 اگست 90ء سے جس منہاج پر ہم بڑھ چڑھ کر کام ہوتا دیکھ رہے ہیں وہ ہے: "مشرقِ وسطیٰ کبھی آج جیسا نہیں رہے گا"۔ ہر آدمی مستقبل کی صورت گری کی وضاحت میں لگا ہوا ہے، اور وہ یہ کہہ کر کہ حالات یکساں نہیں رہیں گے، اپنے آپ کو ہمیشہ محفوظ سمجھ لیتا ہے اس دوران میں جب کہ خارجہ امور تجزیے کے ماہرین مشرق وسطیٰ کے مستقبل کی مختلف کڑیوں کو جوڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ عالمی مشنوں سے وابستہ لوگ بھی اپنی مستقبل کی حکمتِ عملیوں کا جائزہ لینے میں مصروف ہیں۔ حقیقت میں نام نہاد "سربند ممالک" جہاں اسلام کا غلبہ ہے حالیہ برسوں میں پہلے سے زیادہ تخلیقی سوچ کا مرکز بنے ہیں اور یہی ایک بات عالمی مشنوں کی ترجیح میں ایک

بڑھتی تبدیلی کی نشاندہی کرتی ہے کیونکہ مشرقِ وسطیٰ کا علاقہ پچھلے کئی عشروں میں مشنوں کی عدم توجہی کا شکار رہا ہے۔ یہ ایک مشکل میدان تھا جہاں سے بہت کم مثبت جواب ملا تاہم یہاں ایسے بہت سے مقامات بھی تھے جہاں کام کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ کئی ایجنسیاں وہاں اپنا مشن قائم کرنے میں لگی ہوئی ہیں (عیسائی اور مشنری اتحاد نے اس سال فلسطینی علاقے میں اپنی سو سالہ تقریب منائی اور عمان (اردن) میں ایک نیا چرچ قائم کیا)

اسی دوران ایران میں آیت اللہ خمینی منظرِ عام پر اچانک نمودار ہوئے اور امریکہ بھر میں پھیلے ہوئے نوجوانوں نے مسلم دنیا کو دریافت کیا۔ وہ ایجنسیاں جو قبل ازیں مسلمانوں میں کام کرنے کے لیے بالعموم دو یا تین افراد سالانہ بھرتی کیا کرتی تھیں ان میں استفسار کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ چرچوں نے مسلمانوں کے بارے میں معلوماتی سیمناروں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مذہبی خدمت تبلیغ کے نئے نظریات نے جنم لیا۔ جبکہ پرانے نظریات کو نئی شکل وصورت دی گئی۔ روائتی مشنری خدمات، دوبارہ جذبے سے ہمکنار ہوگئیں۔ لٹریچر اور طبّی سرگرمیاں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے پروگرام، فلمیں، توسیعی ذرائع سے دینیاتی تعلیم، چھوٹے گروپوں میں بائیبل کا مطالعہ ایسے کاموں میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ چونکہ پورے مشرقِ وسطیٰ میں عوام کے اندر مسیحی تبلیغ پر پابندی عائد ہے اس لیے کوئی ایسا طریقہ تلاش کرنے کی بھرپور کوششیں کی جارہی ہیں۔ جس کے ذریعے مسلمانوں کی روزمرّہ زندگی کے تناظر میں ان پر تبلیغ کی جاسکے۔ اس علاقے میں کسی شعبے میں کام کرنے والے عیسائی اگر اس کام کو سرانجام دے سکیں تو وہ مشرقِ وسطیٰ میں مستقبل میں کامیابی کی ایک کرن بن سکتے ہیں۔

"خیمہ سازی" کی چھتری تلے ہزاروں افراد اور اسکیموں کا سیلاب مشرقِ وسطیٰ میں امڈ پڑا ہے۔ ان میں ڈاکٹر، نرسیں، انجینئر، ماہرینِ اقتصادیات، زبان کے طلبہ، کاروباری افراد، اساتذہ اور تیکنیکی کارکن شامل ہیں۔ ان لوگوں کو خوش آمدید کہا گیا۔ کیونکہ تیل کے ابلتے ہوئے میدانوں میں ان کی مہارت کی ضرورت تھی۔ نہ صرف مغرب سے عیسائی بہت بڑی تعداد میں وہاں پہنچے بلکہ مشرقِ بعید کے عیسائی بھی، ان میں وہ ہزاروں مزدور پیشہ لوگ بھی تھے جنہیں اپنے ملکوں سے نکال دیا گیا تھا یا جو اپنا وطن چھوڑ آئے تھے۔

لیکن تیل اور مذہب نے جہاں گذشتہ دو عشروں میں مشرقِ وسطیٰ میں تبلیغ مسیحیت کے تصوّر کی چنگاری روشن کی، وہاں تیل اور مذہب نے گٹھ جوڑ کر کے ہماری "خیمہ ساز اسکیم" پر اوس ڈال دی ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کے مقامی چرچوں پر ہزاروں عارضی کارکنوں کے زخموں کی مرہم پٹی

کرنے اور ان کی پریشانیوں کو دور کرنے کا زبردست بوجھ پڑ گیا ہے۔ بہت سے مغربی "خیمہ سازوں" کو فرار کی راہ اختیار کرنا پڑی جبکہ چرچ تکلیف دہ اقتصادی اور سیاسی دباؤ کی فضا میں تبلیغ جاری رکھنے کے لیے اپنی جگہ تنہا رہ گیا ہے۔ کچھ پیشہ ور قسم کے مشنری اب اس کی مدد کو پہنچ رہے ہیں۔

امریکی مشنری صحرائی ٹیلوں کی طرح آئے دن بدلتی ہوئی عرب رائے عامہ سے غیر محفوظ ہیں۔ ان لوگوں (اور امریکہ میں ان کے خاندانوں) کو بے پناہ صبر، حوصلہ اور امید کی ضرورت ہے، عرب پادری اور ان کے پیرو تباہی کے اس منجدھار میں بڑی استقامت سے کھڑے ہیں۔ ہم انہیں بھلا نہیں سکتے۔

دریں اثناء یسوع کے لیے دنیا کے اس حصے میں پہنچنے کی ایک اور چابی "خیمہ سازا سکیم" کو واپس "لوہار" کے پاس بھیجنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ اسے مزید بہتر بنا سکے۔

مشرقِ وسطیٰ

جنگ کا حتمی کیس ثابت نہیں ہوتا

24 اگست 1990ء کے چرچ ٹائمز میں چھپنے والے اداریے کو ہم یہاں دوبارہ شائع کر رہے ہیں۔

یسوع کی تمثیلوں میں یہ جواز موجود ہے کہ جنگ شروع کرنے سے پہلے جنگ کی قیمت کا اندازہ لگا لینا چاہیے۔ اس ضمن میں لڑائی ہونے یا لڑائی نہ ہونے دونوں صورتوں میں ہونے والے اخراجات کا اندازہ ضروری ہے۔ ان اعداد و شمار میں کویت اور عراق میں مقیم مغربی باشندوں کی زندگیوں پر ہی نہیں جو مشرقِ وسطیٰ کے لاکھوں یرغمالیوں میں شامل ہو گئے تھے، پوری انسانی زندگی پر پڑنے والے اثرات، فوجی امکانات، اور اقتصادی و اخلاقی دونوں قسم کے نتائج بھی شامل ہیں۔ مغربی دنیا کے مشرقِ وسطی میں تین طویل المیعاد مقاصد ہیں۔ پہلے نمبر پر تیل ہے، جسے مغربی اقوام بڑے مقدار میں استعمال کرتی ہیں، ان کی معیشت، تیل کی قیمتوں میں تیز رفتار اضافے اور بے لگام قزاقانہ دھمکیوں کی زد میں رہتی ہے۔ دوسرا سوال اسرائیل کا ہے۔ اس کے قیام اور دفاع میں جو کچھ بھی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں مغرب (اور بالخصوص ریاستہائے متحدہ